بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللہِ۔

پس جب تو کسی کام کے بارے میں ارادہ کر لے تو، تُو اللہ پر توکل کر۔

صاحب صدر: میری تقریر کا عنوان ہے توکل علی اللہ۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان عالم الغیب نہیں ہے۔ لیکن اسکے ارادے بڑے بڑے ہیں۔ اور نیتیں کشادہ گویا: سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں۔

ایسے میں انسان کے تمام تر ارادوں کی کامیابی کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ انسان ایک ہی نعرہ لگاتے ہوئے بالا ہستی کے تابع ہو جائے کہ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

جناب صدر: یہ نعرہ لگانے والا انسان یقیناً سب سے بڑا متوکل ہی ہو سکتا ہے۔ جسکا نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ ہے۔ لیکن ذرہ ٹھہریے اس بالا ہستی کا ذکر کرنے سے پہلے توکل کی چند کرنوں کا نظارہ کراتا چلوں۔

حضرت آدمؑ کا توکل بھی قابل رشک ہے تو حضرت ایوبؑ کا صبر بھی توکل علی اللہ کا عظیم ثمرہ۔ حضرت ابراہیمؑ کا تدبر بھی توکل ہی کی اعلیٰ ترین شاخ ہے۔ تو گریہ یعقوبؑ بھی توکل کی اعلیٰ ترین مثال۔ خوبصورت کر کے دکھائے جانے والے گناہ کے بل مقابل حضرت یوسفؑ کا جیل خانے کو ترجیح دینا بھی توکل کی ہی ایک درخشاں مثال ہے۔ ایک طرف ساری قوم لے کر بپھری ہوئی موجوں میں اتر جانا حضرت موسیٰؑ کا توکل تو دوسری طرف سر پر کانٹوں کا تاج پہن کر اپنی صلیب خود اُٹھا کر سر مقتل جانا اور پھر بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں اپنا گھر بار چھوڑ کر دور دراز علاقوں کا سفر اختیار کرنا حضرت عیسیٰؑ کا توکل۔

لیکن یہ سب کچھ بقول کسے

حسن یوسف، دم عیسیٰ ید بیضیٰ داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کے مصداق یہ تمام مثالیں اگر ایک ہی ذات میں دیکھنی ہو تو ذرہ کہیں سے بھی سیرت محمدی ﷺ کا ایک ورق اُٹھا کر دیکھ لیں تو آپکو معلوم ہو جائے گا کہ انسانِ کامل اور کامل توکل علی اللہ کسے کہتے ہیں۔

سامعین ذرہ دیکھیے تو

حضرت عبدالمطلب کی گود میں بیٹھے اُس بچے کو جو اہل مکہ پر پڑنے والے قحط کی وجہ سے اُنکی درخواست پر اپنے ننھے ننھے ہاتھ اُٹھا دیتا ہے۔ تو ایسے اعتماد اور توکل کے ساتھ کہ تقدیر الٰہی رحمت کی بارش بن کر برسنے لگتی ہے۔

پھر مکہ کی گلیوں میں لوگوں سے گالیاں سنتا، طمانچے کھاتا ہوا ادھیڑ عمر آدمی دیکھائی دیتا ہے اور جادوگر کہنے والوں کی خدمت میں سرگرم نظر آتا ہے تو محمد ﷺ۔

جناب والا؛ کیا بتاؤں اور کیا چھوڑوں میری آنکھوں کے سامنے غزوہ بدر کی کس مپرسی کا عالم بھی ہے اور اُحد والی عارضی شکست بھی جو بالآخر توکل علی اللہ کی وجہ سے ہی جیتی گئی۔ غزوہ احزاب کی جاڑے والی راتوں کی سنسناہٹ بھی میرے بدن میں دوڑ رہی ہے تو خندق کھودنے کی سختیاں بھی ہاتھوں میں چھالے بن بن کر محسوس ہو رہی ہیں۔

حج کی نیت سے جانے اور حدیبیہ کے مقام پر روک دیئے جانے کا المناک صدمہ اور کفار سے اُنکی شرائط پر صلح کر لینے پر حضرت عمر کا اضطراب بھی بے چین کر رہا ہے۔ لیکن توکل علی اللہ کا یہ غیر متزلزل پہاڑ ذرہ بھر بھی نہ ڈولا۔

جناب والا؛ دیکھا آپ نے وقت کم پڑ گیا لیکن توکل کے اعلیٰ مقام پر فائز اس انسانِ کامل کی زندگی کا ایک ورق بھی مکمل نہیں ہوا۔ ابھی تو یہودی کے ہاتھ سے گرتی تلوار کا ذکر باقی ہے۔ اور اسکے ساتھ ساتھ فتح مکہ کے جشن کی باتیں بھی تو کرنی ہیں۔ مگر

وائے افسوس: وقت کم ہے اور موضوع بحرِ بے کراں۔

صاحبو:

اسی توکل کی چھاپ ابو بکر پر لگی تو اسے صدیق اکبر بنا گئی تو اس توکل کی بدولت عمر فاروق بن کر اُبھرے۔ عثمان غنی بن گئے تو علی حیدر کرار اور شیر خدا۔

توکل کے اسی قدم نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کو سچا عاشق رسول اور امام مہدی بنا دیا تو اسی قبیل کے حضرت مولوی نور الدین کو ایسا حوصلہ عطا کر دیا کہ ہر ایک نوکری دھن دولت گھر بار چھوڑ چھاڑ امام وقت کے قدموں تلے آن بیٹھے۔

کس کس کی بات کروں کس کس کو یاد کروں ایک سے بڑھ کر ایک ہے۔

کیسے کیسے لعل دیئے ہیں مولیٰ نے انمول ہر ایک کی ہے شان انوکھی اور نرالے گُن

(طالب دعا: زاہد اقبال غالب معلم سلسلہ وقف جدید)